ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

سارہ جمالی

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو

پیر علی محمد راشدی اور پیر حسام الدین راشدی کے عہد کے ادبی حالات کا تجزیہ

Sara Jamali*
Research Scholar, Urdu Department, University of Sindh, Jamshoro.

***Corresponding Author:** drsarajamli72@gmail.com

An Overview of Literary Developments in the Era of Pir Ali Mohammad Rashidi and Pir Hissamuddin Rashidi

ABSTRACT
In the times of Rashidi brothers, there were very welcome developments in literary fields. Britishers brought better changes and introduced Sindhi as an official language replacing Persian, that was prevalent before their advent. They finally adopted an Arabic alphabet for Sindhi writing with an addition of 23 letters in it from other languages. These efforts were taken by Sir Bartel Farrer, and in this way Sindhi language was declared as an official language of Sindh.In such a way Sindhi literature began to flourish and flower. The British rulers not only introduced Sindhi Language in offices, but they also gave patronage to learning and literature through encouragement and appellations to intellectuals and scholars such as Shamsul Ulema "The Sun Amongst Scholars". Many Sindhi periodicals and literary magazines started publishing in Sindhi by that time. In 1921, when Rashidi brothers were in their nacent ages, a tradition of "An All Sindh Literary Conference" was established and it took the start from Larkano, which kept on contributing till 1973. Larkano had to its credit almost 10 conferences, it hosted them outstandingly. Many prominent poets revolutionary writers are products of these literary sittings such as Kishan Chand Bewas, Comrade Haider Bux Jatoi, Allah Bux Abojho, Shaikh Ayaz, Khial

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

Das Fani and Hari Dilgir etc they brought revolutionary changes in poetic thought and art and freed poetry from Persian larded language and ideas. After independence, Sindhi Language and Literature suffered a lot, right from the period of calamitous One Unit till 1973, when Sohini, Malir, Agtay Qadam, Pegham and other magazines were banned, 30 books were proscribed, and freedom of expression was gagged, but our writers and poets did not lose heart and continued to resist the ruthlessness with the power of the pen. Again in 1977, martial law was imposed, the Sindhi writers and poets faced flogs and physical tortures in the prisons. Pir Ali Mohammad Rashidi and Pir Hissamuddin Rashidi were also luminaries of Sindhi and urdu literature and their contributions in it carry much worth and value and their books mentioned herein betray literary scholarship, “Ho Dothy Ho Deenhn”, Uhe Deenhn Uhe Sheenhn and Makli Nama are worth repeat reading books.They are considered among accomplished and scholarly Urdu and Sindhi Writers of their times.

Key Words: *Ali Muhammad Rashdi. Hassamudin Rashdi, Spirituality, Urdu-Sindhi writing, British rule.*

شکارپور اور لاڑکانہ کو سندھ کا "یونان" اور "پیرس" بھی کہا جاتا ہے۔[1] کیونکہ انیسویں اور بیسویں صدی میں یہاں سے ممتاز سیاستدان، عالم اور ادیب پیدا ہوئے۔ سندھ کو ہر دور میں ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ برصغیر میں سب سے پہلے اسلام کے آفتاب نے اس سرزمین کو منور اور تابان بنایا، ہر زمانے میں اس خطہ ءارض میں ایسے مردانِ حق پیدا ہوئے جو علم و آگاہی کی دولت سے مالا مال تھے۔ اور علم و عمل، اصلاحِ اخلاق اور تزکیہ ء نفس کا سرچشمہ تھے۔ ان کے طفیل آج سندھ کا ہر شہر اور قصبہ ان کی علمی خدمات کا گواہ ہے۔

ان علماء کرام میں بیسویں صدی کی شروعات میں دو ایسے گوہر بھی پیدا ہوئے، جن کو پیر علی محمد راشدی اور پیر حسام الدین راشدی کے ناموں سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ دونوں بھائی جب تولد ہوئے تو یہاں پورے برصغیر سمیت سندھ میں بھی انگریزوں کا راج تھا۔ انگریزوں نے سندھ میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد یہاں پر مروج فارسی زبان کو باہر نکال دیا اور فاتر میں سندھی کے سکے کو رواں دواں کر دیا، لیکن اس راہ میں سب سے بڑی مشکل رسم الخط کی تھی، جسکو ۱۸۵۲ء میں ایک کمیٹی کے ذریعے اس طرح حل کیا گیا کہ عربی حروفِ تہجی میں نقطے لگا کر خالص سندھی آوازوں کے لئے نئے نئے الفاظ گھڑے گئے اور ملے ہوئے الفاظ مثلاً بھ، ٹھ وغیرہ کے لئے نقطوں سے کام لے کر سندھی رسم الخط میں "ب، ت" کی صورت دی گئی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

فتحِ سندھ کے آٹھ سال بعد جب "سر بارٹل فریئر" نے سندھ کا نظامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیا تو اس وقت فقط دو برطانوی افسر تھے جو سندھی بول سکتے تھے لیکن کلرکوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو سندھی لکھ سکتا ہو۔ اس لئے سندھی حکام کو سندھی کے حروفِ تہجی کا تعین کرنا ضروری تھا۔ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اس زمانے میں صرف دو انگریز کیپٹن رچرڈ اور کیپٹن اسٹیک سندھی جانتے تھے، لیکن ان کے خیالات ایک دوسرے کی ضد تھے "رچرڈ"، عربی رسم الخط کے حق میں تھا اور "اسٹیک" ہندی رسم الخط کے حق میں تھا۔ اس وقت فریئر کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ ہندو عربی رسم الخط قبول نہ کریں گے اور مسلمان ہندی رسم الخط سے انکار کریں گے لیکن ۱۸۵۲ء میں ایسٹ انڈیا کے کورٹ آف ڈائریکٹرز نے عربی حروفِ تہجی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ "مسٹر ایلس" کو عربی کا رسم الخط سپرد کیا گیا، عربی میں کل ۲۹ حروفِ تہجی ہیں، لیکن سندھی کے ۵۲ حروفِ تہجی سندھی لہجوں اور اس کے صوتی خصوصیات کو قائم رکھنے کے لئے بنائے گئے۔

اس نئے رسم الخط نے بڑی جلدی ترقی کی او سندھی زبان، صوبہ ءسندھ کی سرکاری زبان بن گئی۔ سندھی حروفِ تہجی بننے کے بعد سندھی اب میں بہت بڑا انقلاب آگیا، جس کے نتیجے میں سندھ میں چھاپ خانے لگائے گئے۔ جہاں سے سندھی زبان میں کتابیں، اخبارات اور جریدے بڑی تعداد میں شائع ہونے لگے۔

ایسے میں اب ایک ایسے شخص کی شدید ضرورت پڑ گئی جو اس خوبصورت سندھی زبان سے واقف ہو اور اپنی کوششیں اس زبان کے سکھانے میں صرف کرے۔ ایسے وقت میں خلیفہ گل محمد گُل، دیوان نندیرام، دیوان گدومل شاہانی، دیوان کوڑومل کھلانی، جیٹھ مل پرسرام، مرزا قلیچ بیگ، لطف اللہ، امام بخش خادم، غلام شاہ گدا، حامد ٹکھڑائی بھیرومل مہرچند، لعل چند امر ڈنومل، ڈاکٹر گربخشانی، ڈاکٹر داؤپوتہ اور ان کے بعد پیر علی محمد راشدی اور پیر حسام الدین راشدی اور کئی ایسے نامور لوگ، عالم اور ادیب سامنے آئے، جنھوں نے سندھی زبان کو پروان چڑھایا۔ اسی دور میں شعراء نے سندھی زبان میں تاریخ کے استخراج کو اپنا محور بنایا ہدایت علی نجفی، میاں مرتضائی، غلام محمد شاہ "گدا"، مرزا قلیچ بیگ، ہمیں سندھ میں اس صنف کے علمبردار نظر آتے ہیں، ان سب نے تاریخی قطعات کہہ کر تاریخ گوئی کی صنف کو بامِ عروج تک پہنچایا۔

قومی شاعری کے ابتدائی نقوش بھی ہمیں اس دور میں ملتے ہیں۔ قومی شاعری کے پہلے علمبردار اللہ بخش "ابو جھو" جنھوں نے مولانا حالی کے طرز پر سندھی میں "مسدس" لکھی۔ جس کا مقصد سندھی مسلمانوں کو ان کے ماضی، حال کی داستان سنا کر ترقی کے راستے پر گامزن کرنا تھا۔ "ابو جھو" کی یہ سندھی میں قومی شاعری کی پہلی آواز

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

تھی، جس سے سندھی شاعر پہلی مرتبہ آشنا ہوئے۔ انگریزوں کے آخری عہد کے کچھ نامور شعراء یہ تھے۔ محمد صدیق "مسافر" نواز علی نیاز جعفری، حاجی جمعہ خان، محمود خادم، محمد بخش "واصف" مولوی احمد ملاح، مولوی ثناء اللہ ثنائی، حیدر بخش جتوئی، مراد علی کاظم، "غریب"، علی محمد قادری، غلام سرور قادری، غلام احمد نظامی، اللہ بخش عقیلی "سرشار"، محمد ابراہیم خلیل، مخدوم محمد زماں طالب المولیٰ اور رشید احمد لاشاری۔ (۲)

اس سلسلے میں سندھی زبان کی ترقی کے بارے میں پروفیسر عبداللہ مگسی لکھتے ہیں کہ:

> اس طرح انگریزوں نے سندھی زبان کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے سندھ کے عوام کی ثقافتی حیثیت، مقامی اقدار، اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کیا۔ اس لئے کہ زباں کسی بھی قوم کی ثقافت کا بنیادی ستون ہوتی ہے۔ سندھی ادب کی ترقی کی وجہ سے تاریخ میں پہلی مرتب یہاں کے عوام کے درمیان زبان کے ذریعے تخلیقی رشتے قائم ہوئے اترادی، لاڑی، تھری اور کوہستانی لوگوں کے درمیان بھی مضبوط رابطے قائم ہوئے اور مختلف نسلی اور قبائلی گروہوں، جن کی ثقافت اور معاشرتی تاریخ رہن سہن، لباس اور عادات مختلف تھے۔ ان میں سندھی زبان کی وجہ سے قومی وحدت اور قومی اندازِ فکر اور زندگی میں ثقافتی ہمعصری پیدا ہوگئی۔ سندھی ادب میں ایک انقلاب آگیا نثری ادب رائج ہوا اور اب وہ صنفین بھی آگئیں جو مہذب زبانوں میں ہوتی ہیں۔ (۳)

انگریزوں کے دور میں سندھ کے بہت سارے عالموں کو انگریزوں نے لقب، القاب دیئے جن میں شمس العلماء (یعنی عالموں کا سورج) بڑی اہمیت کا حامل ہے ایسے علماء میں: شمس العلماء مرزا مخلص، شمس العلماء پیر سید مراد شاہ (اول) شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ، شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ شامل ہیں۔

بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں جو صحیح معنوں میں راشدی برادران کے جنم کا عشرہ تھا۔ وہ انگریز سرکار کی حکومت کے آخری سال تھے۔ اسی دوران سندھی اسکولوں کا قیام بھی ہو چکا تھا، جن کے لئے تعلیمی کتابیں علیٰحدہ اور تفریحی و ادبی کتابیں علیٰحدہ شائع ہوتی رہیں۔

راشدی برادران کے اس عہد میں ناول، افسانہ، ڈرامہ، تنقید، سفر نامے، تحقیق، مضامین، مقالے، جغرافیہ تاریخ۔ مطلب کہ ہر اقسام کی نثری کتابیں نہ صرف لکھی گئیں بلکہ دوسری زبانون کی کتابوں کے سندھی زبان میں ترجمے بھی کئے گئے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

اس سلسلے میں محترم ڈاکٹر غلام نبی الانہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس دور میں سندھ کے ادیبوں، شاعروں اور علماء کرام نے دنیا کی بہترین تصنیفیں اور اعلیٰ معیار کے مصنفین کی کتابوں کو سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔ وہ آگے لکھتے ہیں کہ کئی ادیب اور علماء کرام نے انگریزی، فرنیچ، جرمن، روسی، عربی، فارسی، ترکی، ہندی، بنگالی، سنسکرت، گجراتی، اردو اور دوسری زبانوں میں لکھی ہوئی اعلیٰ کتابیں سندھی میں ترجمہ کیں۔(۴)

میرا خیال ہے کہ اسی عہد میں قرآن شریف، توریت، انجیل، زبور، مہابھارت، رامائن، گیتا، دینی ڈرامے اور کئی مقدس کتابوں کو سندھی زبان کالباس پہنایا گیا۔ اس کے علاوہ دنیا کے مشہور مفکرین، ادیبوں اور عالموں جن میں:

رومی، حافظ، شیرازی، سعدی، خیام، خلیل جبران، شیکسپیئر، دانتے، والٹر اسکاٹ، کانن ڈائیل، ڈکسن، کارلائل، ٹالسٹائی، اسبن، بیکس، میکاولی، کالیداس، ٹیگور اور دوسرے عظیم مغربی اور مشرقی دانشوروں، ادیبوں اور عالموں کے فلسفیانہ خیالات کو سندھی زبان میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ (ایضا)

انگریز سرکار کے ہی دور میں یورپی ادیبوں نے سندھی ادب کی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ ان یورپی ادیبوں میں ڈاکٹر ارنیسٹ ٹرمپ، ڈاکٹر اینی مری شمل ڈاکٹر ایچ۔ٹی سورے اور دوسرے ادیبوں نے شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سندھ کے دورے کلاسیکل شعراء کے رسالے شائع کراوئے۔

پیر حسام الدین شاہ راشدی اور پیر علی محمد شاہ راشدی دونوں بھائیوں کی زندگی کے ابتدائی ایام میں سندھی شاعری نے بڑی ترقی کی۔ اس سلسلے میں اوپر بھی کچھ شعراء کے نام آچکے ہیں، لیکن اس دور میں رمضان کنبھر، خیر محمد ہیسبانی، ساون فقیر، مصری شاہ، چھٹو سانگی، راضی فقیر، منٹھار فقیر، صوفی رکھیل فقیر اور دوسروں نے صوفیانہ شاعری کو آگے بڑھایا۔ اس کے علاوہ اس دور میں ایرانی اثرات میں رہنے والی فارسی شاعری میں بھی جدت پیدا ہوئی اور سندھی شاعری میں گل محمد گل، میر عبدالحسین سانگی، غزل کی شاعری میں جدت پیدا کی۔ انہوں نے فارسی زدہ شاعری میں سندھی ماحولیات کو جگہ دی۔ اس سلسلے میں دوسرے شعراء میں آخوند محمد قاسم، مرزا قلیچ بیگ، فاضل شاہ، شمس الدین "بلبل" پرسرام، ضیاء، ہری دریانی دلگیر، حافظ احسن چنہ، لطف اللہ بدوی، محمد صدیق مسافر اور غلام محمد نظامی شامل ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

اس دور میں نظم کے سلسلے میں کشن چند بے وس، حیدر بخش جتوئی نے سندھی شاعری میں سندھیت کو داخل جدت پسندی کی تحریک کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں ہری دریانی دلگیر، شیخ عبدالرزاق، شیخ ایاز، ہوند راج دکھایل، کھیئل داس فانی اور دوسرے شعراء نے اس جدت پسندی کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ ان شعراء نے فارسی سے متاثر سندھی شاعری کو رد کیا اور شاعری کے مواد، موضوع اور تشبیہوں میں تبدیلی لے آئے۔

راشدی برادران کی عمر کے ابتدائی حصے میں یعنی ۱۹۲۱ء میں سندھ میں "آل ادبی کانفرنس" کی روایت کا آغاز ہوا۔ اور اس کی ابتدا بھی سندھ کے علمی، ادبی اور ثقافتی مرکز لاڑکانہ سے ہوئی۔ سندھ میں ۱۹۲۱ء سے ۱۹۷۳ء تک آل سندھ ادبی کانفرنسیں ہوئیں۔ جس میں سے دس کانفرنسوں کی میزبانی کا شرف بھی لاڑکانہ کو حاصل ہوا۔ ان کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلی سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ

بزم مشاعرہ لاڑکانہ کی طرف سے سن ۱۹۲۱ء میں تاریخ ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کو لاڑکانہ میں "آل سندھ ادبی کانفرنس" کروائی گئی، جس کی صدارت عالی جناب شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ مرحوم نے کی۔ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین میاں علی محمد قادری مرحوم، جنرل سیکریٹری احمد علی خان کامران پرنسپال مدرسہ ہائی اسکول اور جوائنٹ سیکریٹری حاجی محمود "خادم" مرحوم تھے۔ سندھی اور اردو مشاعروں کے لئے درج ذیل طرحین تھیں۔

ردو طرح "ستارہ میری قسمت کا تمہاری مہربانی ہے"۔

اس کانفرنس میں بہت سی قراردادیں پاس ہوئیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ انگریزی کالج میں سندھی زبان کو ضرور جگہ دی جائے۔

۲۔ ٹریننگ کالج اور ہائی اسکولوں میں سندھی پڑھنے اور پڑھانے کے لئے خاص سندھی زبان کے ماہر استاد مقرر کئے جائیں۔

۳۔ سندھ میں مرکزی کتب خانے قائم کئے جائیں۔

۴۔ جامع سندھی لغت کو مرتب کرنے کا کام حکومت کی طرف سے شروع کروایا جائے۔

۵۔ ٹریننگ کالجز میں فارسی کی تعلیم دوبارہ شروع کروائی جائے۔ جنکو ہندوؤں نے بند کروایا تھا۔[۵]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

دوسری سندھ ادبی کانفرنس، حیدرآباد:

سن ۱۹۲۵ء میں حیدرآباد سندھ کے نور محمد ہائی اسکول کے بانی نور محمد خان لاکھیر مرحوم کی کوششوں سے حیدرآباد میں "آل سندھ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس" منعقد کی۔ جسکی صدارت سر ابراہیم بمبئی والے نے کی۔ اس کانفرنس میں سندھ کے مسلمان لیڈروں کے علاوہ ہندوستان کے کتنے ہی بڑے لیڈروں نے شرکت کی جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ صاحبزادہ آفتاب احمد علی خان علی گڑھ والے۔

۲۔ مولانا حبیب اللہ شیر وانی

بزمِ مشاعرہ لاڑکانہ کی طرف سے کانفرنس منعقد کرنے والوں کو لکھا گیا کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ اس موقع پر سندھ کے ادیبوں اور شاعروں کا اجتماع بھی منعقد کروایا جائے۔ جیسا کہ کانفرنس میں دوسری بھی کتنی باتیں ہونی تھیں۔ اسلیئے شام والی ایک نشست دی جائے، مشاعرے کا انتظام کیا گیا اور نیچے دی گئی طرح رکھی گئی۔

اردو طرح: "چشمِ موسیٰ کو بھی حسرت رہ گئی دیدار کی"۔

اس ادبی کانفرنس کی صدارت میر ایوب خان، بیرسٹر کراچی والے نے کی۔ مرحبا استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین شمس العماء مرزا قلیچ بیگ مرحوم اور جنرل سیکریٹری حاجی محمود 'خادم' مرحوم تھے۔ کانفرنس میں حیدرآباد کے شاعروں کے علاوہ سندھ کے دوسرے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے شاعروں نے آکر شرکت کی۔ جیسا کہ کانفرنس کو وقت تھوڑا دیا گیا تھا، جسکے لئے مقاصد مل نہ سکے۔

سندھ ادبی کانفرنس، شکارپور:

سن ۱۹۳۲ء میں تیسری کل سندھی ادبی کانفرنس شکارپور میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت پروفیسر جیٹھ مل پرسرام گلراجانی نے کی۔ مرحبا کمیٹی کے چیئرمین مرزا غلام مصطفیٰ، سابق پرنسپال مدرسہ ہائی اسکول لاڑکانہ اور جنرل سیکریٹری آغا غلام نبی خان "صوفی" مرحوم تھے۔ مصرع طرح یہ تھا۔

"تنھنجو عارض مہِ۔ تاباں، تنھنجو رخ نیر۔ انور"۔

اس کانفرنس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو شاعروں اور ادیبوں نے بھی شرکت کی۔ جن میں کشن چند 'بے وس' اور رام پنجوانی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اس کانفرنس میں مشہور قرارداد (ٹھراء) یہ پاس ہوئی کہ بلوچستان

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں سندھی اسکول کھولے جائیں۔ کانفرنس کے مقاصد کے مطابق سندھی اسکول کھولے گئے لیکن پاکستان بننے کے بعد بند کئے گئے۔

چوتھی سندھ ادبی کانفرنس، کراچی:

سن ۱۹۴۲ء میں چوتھی سندھ ادبی کانفرنس کراچی میں منعقد کی گئی۔ جسکی صدارت دیوان کشن چند 'بے وس' نے کی۔ مرحبا کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر جیٹھ مل پرسرام گلراجانی اور سیکریٹری دیوان ہری دریانی 'دلگیر' تھے۔ مصرع طرح اس طرح ہے:

"مورتی تنھنجیءَ کی من مندر میں استھاپن کندس"۔

اس کانفرنس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعلق، سندھی املا (صورِ تخطی) کے متعلق بڑی بحث ہوئی۔

پانچویں سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ

سال ۱۹۳۹ء میں حاجی محمود 'خادم' مرحوم کی کوششوں سے لاڑکانہ میں "سندھ سدھار سوسائٹی سندھ" قائم کی گئی۔ جس کے پہلے پریزیڈنٹ حکیم فتح محمد سیوہانی مرحوم اور جنرل سیکریٹری شیخ عبداللہ 'عبد' تھے۔ سال ۱۹۴۴ء میں اس سوسائٹی کے سہارے لاڑکانہ میں "پانچویں سندھی ادبی کانفرنس" بلائی گئی۔ اس کی صدارت خان بہادر محمد صدیق میمن صاحب کو کرنی پڑی۔ لیکن آپکی ناسازی طبع کے سبب ڈاکٹر شیخ محمد ابراہیم 'خلیل' صاحب نے صدارت کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین عبدالوہاب 'ناظم' مرحوم اور جنرل سیکریٹری حاجی محمود 'خادم' مرحوم تھے۔ مشاعرے کی طرحیں اسطرح تھیں:

اردو طرح: "میری دنیا لُٹ رہی تھی اور میں خاموش تھا"۔

اس کانفرنس میں مشاعرے کے علاوہ تقریریں بھی تھیں۔ اس کانفرنس کی مکمل کاروائی رسالے "ادیب سندھ" کے خاص نمبر کے طور کتابی صورت میں شائع کی گئی۔ اس میں نظم کے ساتھ تقریریں بھی آئی ہیں۔

چھٹی سندھ ادبی کانفرنس، دادو:

سن ۱۹۴۵ء میں دادو ضلع "آفتابِ ادب" کے زیر نظر "چھٹی سندھ ادبی کانفرنس" ہوئی۔ جسکی صدارت رئیس ضیاء الدین ایس۔ بلبل مرحوم نے کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین ماسٹر جمعہ خان 'غریب' اور جنرل سیکریٹری حافظ محمد احسن چنہ تھے۔ مصرع طرح اسطرح تھی۔

"اسان جو بخت خوابیدہ وری تبدیل تھی ویندو"۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کانفرنس کا مختصر احوال رسالے "ادیبِ سندھ" میں شائع ہوا۔

ساتویں سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

۱۹۴۶ء میں سندھ سدھار سوسائٹی سندھ کی طرف سے ساتویں سندھ ادبی کانفرنس لاڑکانہ میں منعقد کی گئی۔ جسکی صدارت محترم جناب شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ صاحب نے کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین جناب غلام عباس 'جوش' قادری مرحوم اور جنرل سیکریٹری محترم جناب عبدالفتاح میمن وکیل تھے۔ مصرع طرح اس طرح تھی۔

"کوزمانو ھو جو موں کھے ناز ھو تلوار تے"

اس کانفرنس میں مضمون کے لئے اس طرح موضوع رکھا گیا تھا۔

"زبان کیسے ترقی کرے گی؟"۔

بحث و مباحثے کے لئے یہ موضوع مقرر کیا گیا تھا:

"سندھی زبان کو دوسری زبانوں نے سنوارا ہے یا بگاڑا ہے؟"۔

بحث و مباحثے کے بعد اس موضوع پر علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ مرحوم نے جو صدارتی تقریر کی وہ نہایت جامع اور سندھی زبان کی ترقی کے لئے مفید تجویز تھی۔

اس کانفرنس میں پہلی دفعہ موسیقی کی محفل کی شروعات کی گئی اور یہ روایت آج تک کانفرنس میں ہوتی ہوئی آ رہی ہے۔ اس کانفرنس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں 'جمعیت الشعراء سندھ' کا وجود قائم کیا گیا اور اس کے بعد 'سندھ سدھار سوسائٹی سندھ' فقط لاڑکانہ تک محدود کی گئی۔

آٹھویں سندھ ادبی کانفرنس، نواب شاہ:

اپریل سن ۱۹۴۷ء میں نواب شاہ ضلع میں "آٹھویں سندھ ادبی کانفرنس" منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت عالی جناب شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتہ صاحب نے کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر نارائن داس اور جنرل سیکریٹری پرسرام صاحب 'ضیاء' تھے۔ مشاعرے کی طرح یہ تھی:

"درد اپنے دیس کا دل میں جو انو پیدا کرنا"۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کانفرنس میں ہندو شاعروں اور ادیبوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور مشہور ہندو کلاکار ماسٹر چندر نے موسیقی کی محفل میں حصہ لے کر حاضرین کو محفوظ کیا۔ اس کانفرنس میں جو مقاصد کئے گئے ان میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ سندھ اسمبلی کی زبان سندھی کی جائے (اسی سلسلے میں "جمعیت الشعراء" کے نمائندے اسپیکر سے بھی ملے۔

۲۔ اسکولوں کی کتابوں میں جدید شعراء کے کلام بھی داخل کئے جائیں۔

۳۔ ادیبوں اور شاعروں کو سلیس سندھی استعمال کرنی چاہیے اور ایک دوسرے سے میل میلاپ قائم کرنا چاہیے۔

نویں سندھ ادبی کانفرنس، میہڑ ضلع دادو:

۲۶ اور ۲۷ مارچ سن ۱۹۴۸ء میں "نویں ادبی کانفرنس" تعلقہ میہڑ ضلع دادو میں بلائی گئی۔ جس کی صدارت اس وقت کے وزیرِ تعلیم پیر الٰہی بخش نے کی۔ مرحبا کمیٹی کے چیئرمین رئیس ضیاء الدین ایس۔ بلبل مرحوم اور جنرل سیکریٹری حاجی محمود 'خادم' مرحوم تھے۔ مشاعرے کی طرح اسطرح تھی:

اردو طرح: "عقل سجدے میں گری، سر جھک گیا تدبیر کا"۔

تقریروں کے لئے موضوع اس طرح تھا: "سندھی زبان کی حفاظت کس طرح کی جائے؟"۔

اس کانفرنس کی خاص خوبی یہ تھی، کہ اسکا پہلا دن "یومِ بلبل" طور منایا گیا، جس میں رئیس شمس الدین 'بلبل' مرحوم کے متعلق تقریریں ہوئیں اور نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ کانفرنس میں ۲۳ مقاصد بحال ہوئے، جنکی تکمیل کے لئے 'جمعیت الشعراء سندھ' کے کارپردازوں نے بڑے پیمانے پہ کوشش کی اور وہ زیادہ تر کامیاب ہوئے، مشہور مقاصد اسطرح سے تھے:

ا۔ اسمبلی کی زبان سندھی کی جائے (جمعیت کے وفد کو اس وقت کے وزیر اعظم نے یقین دلایا کہ سندھی زبان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی)۔

۲۔ سندھی ڈکشنری (لغت) تیار کرانے کے لئے ایک لاکھ روپے منظور کروائے جائیں جس کے لئے حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ اس پر مناسب طریقے غور کیا جائے گا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۔ حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی علیہ الرحمتہ اور حضرت سچل سرمست درازی علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس کے موقع پر، حکومت سے کہا جائے کہ اس دن عام تعطیل (چھٹی) کروائی جائے۔

۴۔ سندھی ادب اور ثقافت کی حفاظت کے لئے سرکار کو "حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی علیہ الرحمتہ" اکیڈمی قائم کرنی چاہیے، جس کے لئے پاکستان سرکار ایک لاکھ روپے منظور کرے۔ 'اقبال اکیڈمی' کی بنیاد ڈالی ہے (اس سلسلے میں جمعیت کے کارپردازوں نے بڑی کوشش کی اور بجٹ میں 'بھٹائی اکیڈمی' کے لئے ایک لاکھ روپے رکھے گئے۔ حکومت کی طرف سے ڈی پی آئی صاحب کو اس سلسلے میں لکھا گیا، جنہوں نے "جمعیت الشعراء" سے تفصیل مانگی، جمعیت والوں نے 'اکیڈمی' کو پورے منصوبے کی منصوبہ بندی کرکے، بجٹ بنا کر ان کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد 'شاہ اکیڈمی' کے لئے کوشش جاری رہی، بالآخر "شاہ لطیف یادگار کمیٹی" مقرر ہوئی۔ جس نے بھٹ شاہ پر میلے کے موقع پر ادبی اور ثقافتی کانفرنسیں منعقد کرانا شروع کیں۔ اس وقت تک اس کمیٹی نے بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے اور بھٹ شاہ پر "ثقافتی مرکز" اور "آڈیٹوریم" بھی تعمیر ہو چکا ہے۔

۵۔ بی اے (آنرز) میں سندھی کو داخل کیا جائے۔۔۔ وغیرہ۔

اس کانفرس میں چند شاعروں کو خطاب بھی دیئے گئے، جو اسطرح:

۱۔ محمد بخش 'واصف' کو "فخر الشعراء"۔

۲۔ نواز علی 'نیاز' جعفری کو 'عمدۃ الشعراء"۔

۳۔ حاجی محمود 'خادم' کو "مخدوم الشعراء"۔

اس کے علاوہ اس کانفرنس میں موسیقی کی محفل بھی ہوئی۔

دسویں سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

۲۲ اور ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں لاڑکانہ میں 'دسویں ادبی کانفرنس' منعقد ہوئی۔ جسکی صدارت شمس العلماء علامہ داؤد پوتہ صاحب نے کی۔ چیئرمین استقبالیہ کمیٹی جناب قاضی عبد المنان صاحب جنرل سیکریٹری محترم جناب عبد الغفور بھرگڑی صاحب اور خزانچی حاجی محمود 'خادم' تھے۔ مصرع طرح اسطرح تھی:

قوم زندہ تھی رہے پر بے زُبان زندہ رہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کانفرنس میں کتنے ہی ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی۔ محترم جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے اپنا مشہور مقالہ 'سندھی زبان کی مختصر تاریخ' اِس کانفرنس میں پڑھا، جو پہلی دفعہ 'تحفہ ءلاڑکانہ' میں چھپا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اسکی اصلاح کرکے سہ ماہی مہران (سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد) میں چھپوایا۔

اسی مقالہ کو ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ نظر ثانی کرکے، سال ۱۹۶۲ء میں 'سندھی زبان کی مختصر تاریخ' کے عنوان سے کتاب شائع ہوئی ہے۔ جسکو محترم جناب ممتاز مرزا، ٹنڈو آغا حیدر آباد سندھ سے شائع کرایا ہے۔ اس کانفرنس کی مکمل کاروائی رسالے 'ادیب سندھ' کے خاص نمبر 'تحفہ ءلاڑکانہ' میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کانفرنس میں ایک خاص بات یہ ہوئی کہ اس میں 'سندھی ادبی سوسائٹی سندھ' کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا صدر علامہ داؤدپوتہ صاحب کو مقرر کیا گیا۔ اس سوسائٹی نے علامہ داؤدپوتہ صاحب مرحوم کی بھرپور کوششوں سے کتاب "گلِ خندان" اور "کلام گرھوڑی" چھپوائے۔

دوسرے مقاصد کے علاوہ کچھ خاص یہ تھے۔

۱۔ مرکزی سندھی لائبریری قائم کی جائے۔

۲۔ لاڑکانہ میں کالج قائم کیا جائے (جو سال ۱۹۵۴ء میں قائم ہوا)

۳۔ جلد ہی ریڈیو اسٹیشن قائم کیا جائے، جس میں سندھی میں پروگرام ہوں۔

گیارہویں سندھ ادبی کانفرنس، حیدرآباد:

سال ۱۹۵۰ء میں گیارہویں ادبی کانفرنس سید میراں محمد شاہ مرحوم کی صدارت میں حیدرآباد میں منعقد ہوئی۔ چیئرمین استقبالیہ کمیٹی مخدوم محمد زمان صاحب 'طالب المولیٰ' اور جنرل سیکریٹری حاجی محمود 'خادم مرحوم تھے۔ مشاعرے کی صدارت مخدوم محمد زمان 'طالب المولیٰ' نے کی۔

مشاعرے کی طرح اس طرح سے تھی:

اردو طرح "قصہ۔ منصور ہو یا طور کا افسانہ ہو"۔

اس کانفرنس میں ۲۸ مقاصد پاس ہوئے۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ لغت کے لئے دوبارہ باتیں کامیاب ہوئیں تو 'لغت کا کام جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے حوالے کیا جائے۔

۲۔ سندھ یونیورسٹی سے زوردار لفظوں میں مطالبہ کیا جائے کہ "ایک جدا شخص مقرر کیا جائے، جو حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحہ کی زندگی اور کلام پر ریسرچ کرے"۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

۴۔ وزیر نشر و اشاعت کو استدعا کی گئی کہ 'نئی زندگی' رسالہ بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کی سندھ والوں کو سخت ضرورت ہے۔ (رسالہ نئیں زندگی' سال ۱۹۷۲ء کے پرچے چھپنے بند ہو گئے تھے)۔

بارہویں سندھ ادبی کانفرنس، دادو:

۱۰ اور ۱۱ جون ۱۹۵۱ء کو رئیس ضیاء الدین ایس، بلبل مرحوم کی کوششوں سے 'جمعیت الشعراء' کی نگرانی میں انجمن 'آفتاب ادب دادو' کے زیر نظر بارہویں ادبی کانفرنس دادو میں منعقد ہوئی۔ صدارت کے لئے علامہ آئی قاضی مرحوم کو کہا گیا لیکن عین وقت پر وہ نہ پہنچ سکے اور انہوں نے اپنا صدارتی خطبہ بھجوا دیا تھا۔ آپ کے نہ آنے کی وجہ سے شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ صاحب نے صدارت کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین شفیع محمد صاحب آخوند اور جنرل سیکریٹری حافظ محمد 'احسن' صاحب چنے نے کی۔

اس کانفرنس کے موقع پر ۲۷ مقاصد بحال ہوئے جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

۱۔ شاہ لطیف اکیڈمی کے لئے ایک ایک لاکھ روپیہ منظور کرانے کے متعلق تھا۔

۲۔ ریڈیو سے سندھی پروگرام بڑھانے کے متعلق تھا۔

۳۔ ریڈیو اسٹیشن حیدر آباد میں جلد برپا کرنے سے متعلق تھا۔

۴۔ سندھی ریڈیائی مشاعرے کے بارے میں تھا۔

تیرہویں سندھ ادبی کانفرنس، جیکب آباد:

۳۰ نومبر ۱۹۴۲ء میں جیکب آباد ضلع میں 'تیرہویں ادبی کانفرنس' منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ مرحوم نے کیا۔ مختلف نشستوں کی صدارتیں عثمان علی انصاری مرحوم اور محترم جناب مخدوم زمان صاحب طالب المولیٰ نے کی۔ مشاعرے کی طرح اسطرح سے تھی:

"فدا ای قوم تھیء جذبہء ایثار پیدا کر"۔

چودھویں آل سندھ ادبی کانفرنس، کراچی:

بزم نظامی کراچی کی طرف سے 'جمعیت الشعراء سندھ' کی نگرانی میں دسویں، گیارہویں ماہ اپریل سن ۱۹۵۴ء میں کراچی میں چودھویں ادبی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح اس وقت کے سندھ کے وزیر اعلیٰ پیر زادہ عبدالستار مرحوم نے کیا۔ مختلف نشستوں کی صدارتیں شیخ عبدالمجید سندھی، محمد ہاشم گزدر مرحوم، مخدوم محمد زمان صاحب طالب المولیٰ اور پیر علی محمد راشدی نے کی۔ مصرع طرح اسطرح سے تھی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

"بہار آھے چمن کھے نہ ساز گار انجان:

پندرہویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

'جمعیت الشعراء سندھ' کی زیر نگرانی سال ۱۹۵۵ء میں لاڑکانہ میں منعقد ہوئی، مختلف نشستوں کی صدارتیں محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد ابراہیم صاحب "خلیل'، آغا تاج محمد مرحوم، رجسٹرار سندھ یونیورسٹی حیدرآباد، محترم جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، محترم جناب مخدوم محمد زمان صاحب طالب المولیٰ اور محترم غلام محمد گرامی صاحبان نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا۔

سولہویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

۱۱، ۱۰، ۹ ماہِ اپریل سن ۱۹۵۶ء میں 'جمعیت الشعراء سندھ' کی طرف سے لاڑکانہ میں 'سولہویں ادبی کانفرنس' منعقد ہوئی۔ مختلف نشستوں کی صدارتیں محترم جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، محترم مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ اور محترم مولانا غلام محمد گرامی صاحبان نے کی۔ مصرح طرح اس طرح سے تھی:

"تنھنجو دم ئی موج آنے تھو سگھے مہرانَ میں"

سترہویں آل سندھ ادبی کانفرنس، خیر پور میرس:

'جمعیت الشعراء سندھ' کے زیرِ نظر سال ۱۹۵۷ء میں خیر پور میرس میں 'سترہویں سندھ ادبی کانفرنس، منعقد ہوئی۔ مختلف نشستوں کے لئے صدارتیں محترم عثمان علی انصاری مرحوم، محترم ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، محترم مخدوم محمد زمان صاحب 'طالب المولیٰ' اور محترم عبداللہ چنہ نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا:

اٹھارویں آل سندھ ادبی کانفرنس، حیدرآباد:

'بزم طالب المولیٰ سندھ' اور 'جمعیت الشعراء سندھ' کے تعاون سے تاریخ ۳۱ مئی ۱۹۵۸ء کو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد کے اولڈ کیمپس میں "اٹھارویں آل سندھ ادبی کانفرنس، منعقد ہوئی۔ پہلی نشست کی صدارت علامہ امام علی قاضی صاحب مرحوم نے کی۔ سندھی مشاعرے کی صدارت محترم جناب غلام محمد گرامی اور اردو مشاعرے کی صدارت ڈاکٹر شیخ محمد اراہیم صاحب 'خلیل' نے کی۔ تیسری نشست میں 'سبجیکٹ کمیٹی' کی میٹنگ ہوئی۔ جس کی صدارت حاجی محمود 'خادم' مرحوم نے کی۔ چوتھی نشست مقالوں کی ہوئی۔ جسکی صدارت محترم جناب مخدوم محمد زمان صاحب 'طالب المولیٰ' نے کی۔ سندھی مشاعرے کی طرح اسطرح سے تھی۔

"ھی سرمد و منصور جو آواز نہ آھے"۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

انیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس، ٹھٹھہ:

جمعیت الشعراء سندھ اور بزم طالب المولیٰ کے تعاون سے، ماہ جنوری ۱۹۶۰ء میں 'انیسویں سندھ ادبی کانفرنس، میرپور بٹھورو روڈ ضلع ٹھٹھہ میں منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح پیر حسام الدین شاہ راشدی صاحب نے کیا۔ مشاعرے کی صدارت مخدوم محمد زمان صاحب طالب المولیٰ اور مقالوں کی نشست کی صدارت مسٹر محمد اسماعیل صاحب نُون مرحوم نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا:

بیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

ماہِ دسمبر ۱۹۶۲ء میں ماسٹر کلب لاڑکانہ کی طرف سے اور 'جمعیت الشعراء سندھ' کی نگرانی میں بیسویں سندھی ادبی کانفرنس لاڑکانہ میں منعقد ہوئی۔ اس مشاعرے کی صدارت جناب عبدالمجید افغان صاحب، ڈپٹی کمشنر لاڑکانہ نے کی۔ مقالوں کے لئے نشست کی صدارت محترم جناب علی نواز وفائی نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا:

اکیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

'جمعیت الشعراء سندھ' کے اہتمام تاریخ ۲ اور ۳ مئی سن ۱۹۶۴ء کو 'اکیسویں سندھی ادبی کانفرنس' لاڑکانہ میں منعقد ہوئی۔ جسکا افتتاح اس وقت کے وزیر خارجہ اور موجودہ وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو کرنی تھی، پر جیسا کہ آپ ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور شریک نہ ہو سکے تھے اس لئے سید دربار علی شاہ صاحب کمشنر خیرپور ڈویژن نے افتتاح کیا۔ سندھی مشاعرے کی صدار جناب خلیل احمد ایس پی صاحب نے کی۔ محفلِ موسیقی کی صدارت مخدوم محمد زمان صاحب 'طالب المولیٰ' نے کی۔ تصویری نمائش کا افتتاح عبدالواسع 'معینی' صاحب ڈپٹی کمشنر لاڑکانہ نے کیا۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا۔

بائیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

تاریخ ۵ اور ۶ نومبر سن ۱۹۶۶ء میں 'جمعیت الشعراء سندھ' کے زیر نظر لاڑکانہ میں 'بائیسویں سندھ ادبی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جسکا افتتاح خیرپور ڈویژن کے کمشنر مسٹر رفیق عنایت مرزا نے کی اور صدارت کے فرائض اس وقت کے سندھ یونیورسٹی کے وائیس چانسلر سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب نے دیئے۔ سندھی مشاعرے کی صدارت مخدوم محمد زمان صاحب طالب المولیٰ اور اردو مشاعرے کی صدارت محمد رفیق صاحب ڈپٹی کمسنر لاڑکانہ نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

تیئیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس، لاڑکانہ:

'جمعیت الشعراء سندھ' کے زیر نظر تاریخ ۳ اور ۴ دسمبر سن ۱۹۷۳ء میں لاڑکانہ میں 'تیئیسویں سندھی ادبی کانفرنس' منعقد ہوئی۔ اس کا افتتاح اس وقت کے زیر اعلیٰ سندھ اور سندھ کے ڈیبسر ممتاز علی بھٹو صاحب کو کرنا تھا۔ لیکن وہ مصروفیت کے سبب نہ آسکے۔ اسی لئے وزیر صحت و قانون جناب عبدالوحید صاحب کٹپر نے افتتاح کیا۔ افتتاح کرتے ہوئے اس صاحب نے وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور وزیر اعلیٰ سندھ جناب ممتاز صاحب کے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ اسی نشست میں سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب، اس وقت کے وائیس چانسلر سندھ یونیورسٹی حیدرآباد نے اپنی لکھی ہوئی تقریر پڑھی، دوسرے دن مشاعرہ ہوا جس کی صدارت مخدوم محمد زمان صاحب 'طالب المولیٰ' نے کی۔ مشاعرہ غیر طرحی تھا۔

ادبی کانفرنسوں کے سلسلے میں 'جمعیت الشعراء سندھ" کی کوششوں کو بھلایا نہیں جاسکتا جن کی کوششوں سے تمام ادبی کانفرنسیں سندھ کے مختلف اضلاع میں منعقد کی گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک تیئیس ادبی کانفرنسوں میں سے دس ادبی کانفرنسیں لاڑکانہ شہر میں منعقد ہوئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لاڑکانہ کی ادبی اہمیت او رلاڑکانہ کے باسیوں کے ادبی ذوق کا اور سندھی زبان اور ادب کی خدمت کے جذبے کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

چودھویں آل سندھ ادبی کانفرنس (کراچی) میں منعقد ہوئی۔ مختلف نشستیں ہوئیں، جس میں ایک نشست کی صدارت پیر علی محمد راشدی نے کی۔

انیسویں آل سندھ ادبی کانفرنس (ٹھٹھہ) میں منعقد ہوئی جس کا افتتاح پیر حسام الدین راشدی نے کیا۔ (۰۶)

اِس بات کا تذکرہ اوپر ہوچکا ہے کہ پیر علی محمد راشدی اور پیر حسام الدین راشدی انگریزوں کے ایسے دور میں پیدا ہوئے جب سندھی ادب پروان چڑھ رہا تھا۔ اس کے دوران یعنی بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے کے بعد جب یہ دونوں ہونہار بھائی کمسنی سے نکل کر آگے بڑھے تو اس وقت سندھی ادب پروان چڑھ چکا تھا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد یہاں سندھ سے بہت سارے عالم و ادیب ہندوستان کوچ کر گئے۔ اس وقت تو ہم نے کچھ بھی محسوس نہیں کیا لیکن جب کتابوں کی کمی اور ادبی رفتار ماند پڑتی ہوئی نظر آئی تو جا کے آنکھ کھلی۔ سندھ سے بھیرو مل، جیٹھ مل، لال چند، کلیان آڈوانی، پروفیسر ناگرانی، گنگارام، سمراٹ، رام پنجوانی، لیکھراج عزیز اور پرسرام ضیاء جیسے نامور ادیبوں کے جانے سے سندھی ادب میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

جس کی وجہ سے پورے سندھ سے "سندھی لکھو، سندھی سیکھو" کے نعرے بلند ہونے لگے اور جب آگے جا کے ہم نے سندھی ادب کی اِسی کمی کو پورا کیا تو سندھی ادب نے ہر شعبے میں ترقی کی۔

تقسیم ہند کے بعد سندھی ادب کو تین ادوار میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں سندھی ادب کا پہلا دور ۱۹۴۷ – ۱۹۵۵ء کا ہے۔ اس دور میں سندھی ادب اپنی ارتقائی منزلیں طے کرنے لگا۔ مسلمان ادیبوں نے ادبی جمود کو توڑا، مختلف میگزین اور اخبارات کے ذریعے سندھ کے ادیب، تاریخ، مضمون، ناول، ڈرامے، ترجمے اور شاعری لکھ کر شایع کرواتے رہے۔ اس شروعات دور میں ایسے لکھنے والے ادیبوں کی اکثریت تھی جو اپنی تخلیقوں میں ملکی، قومی اور مذہبی رنگ ڈالتے تھے لیکن یہ سلسلہ تو تقسیم ہند سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ لیکن اس دور میں معیاری اور تخلیقی ادب پروان چڑھا۔

سندھی ادب کا دوسرا دور ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۲ء تک کا تھا۔ ۱۷ سال کا یہ تاریخی دور سندھی ادب کے لئے بڑی اہمیت کا حامل تھا، کیونکہ اس دور میں سندھ کی تاریخ و تہذیب کو ادب میں اہم مقام ملا۔(۰۷)

سندھی ادب کے اس دور میں ادب کی نئی تحریکوں کا آغاز ہوا۔ اس دور کے ادب کو امر جلیل نے مزاحمتی ادب کا دور کہا ہے۔

بہر حال اس دور یعنی ۱۹۵۵ء میں ون یونٹ کا قیام عمل میں آیا۔ جس سے سندھ کی اپنی پہچان ختم ہونے کا اندیشہ ابھرا اور 'سابق سندھ' کہلوانے لگی۔ لیکن ون یونٹ کے خلاف سب سے زیادہ مزاحمت سندھ میں ہوئی۔ اس سلے میں فقیر محمد لاشاری لکھتے ہیں کہ:

> یہ مزاحمت سندھی ادب میں کی گئی، جو سندھ کے ادیبوں اور شاعروں نے کی۔ اس دور میں سندھ کے ملاں، پیر، وڈیرے، بوروا، پروفیشنل سیاستدان، بیوروکریٹس، جو اقتدار کے لئے تڑپ رہے تھے ان کا یہ بھیانک کردار عوام کے سامنے آگیا، جس کے نتیجے میں بہت سارا عوام ان سے دور رہنے لگا۔(۸)

ون یونٹ کے اس دور میں سندھی شعراء نے قومیت کے جذبے سے سرشار بھرپور شاعری کی۔ اس دور میں شیخ ایاز، نیاز ہمایونی اور حیدر بخش جتوئی کی نظموں اور گیتوں نے عوام میں جوش اور دلولہ پیدا کیا۔ اسکے لئے عبدالکریم گدائی، شمشیر الحیدری، تنویر عباسی، استاد بخاری، امداد حسینی، سرویچ سجاولی اور دوسرے شعراء نے اپنا کردار خوب ادا کیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

سندھی ادب کا تیسرا دور ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۶ء تک لکھتے ہیں۔ اس دور کے سلسلے میں امام راشدی اپنے مقالے "پاکستان جا پنجاھ سال ائیں سندھی ادب" میں لکھتے ہیں:

> پاکستان بننے کے بعد کے بعد ایک عوامی دور ضرور کہا جا سکتا ہے لیکن یہ دور سندھی ادب کے لئے بھیانک دور تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس دور میں ایک طرف شہید ذوالفقار علی بھٹو کے آئین سے ناامیدی پیدا ہوئی اور دوسری طرف مشرقی پاکستان "بنگلا دیش" بن گیا۔ اس دور میں سندھی زبان میں شائع ہونے والے جرائد "سہنی"، ملیر، اگتے قدم، پیغام اور دوسرے جرائد پہ پابندی عائد کی گئی اور اندازاً ۳۰ کے قریب سندھی کتابوں پہ بھی پابندی لگائی گئی اور سندھ کے حقوقِ آزادیٔ اظہار کو دبایا گیا۔ اس عمل سے بہت بڑا نقصان ہوا۔ لیکن ہمارے ادیبوں اور شعراء نے ہمت نہ ہاری اور وہ مسلسل لکھتے رہے۔(۹)

سندھی ادب کے اس سیاسی دور میں تیسرا موڑ ۰۵ جولائی ۱۹۷۷ء میں مارشل لا کا نفاذ تھا۔ اس دور میں مارشل لا لگنے کے بعد سندھی زبان میں مزاحمتی ادب کے لکھنے کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ پھانسی، کوڑے اور ستم ظریفی کے اس دور میں انسانوں سے بے جا سلوک کے خلاف ادبی تخلیقیں زور و شور سے شائع ہونے لگیں۔ شاہ لطیف، سچل سرمست نے تخلیقی قوتوں کی جو بنیاد رکھی ان پہ ادب کی عمارت مضبوط ہوئی۔

ادب کے اس تیسرے دور میں ایک اور موڑ اس وقت آیا جب ۱۹۸۳ء میں پورے ملک میں ایم آر ڈی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے بہت سارے نوجوانوں کو قتل کیا گیا۔ جس دور کا منظر سراج میمن کے افسانے "آٹھواں آدمی"، فقیر محمد لاشاری کے "ٹنگیل وقت"، بدر ابڑو کے "اُبھ" اور امر جلیل کے افسانے "رنی کوٹ جو خزانو" میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ حاصل مطلب کے ایم آر ڈی تحریک کے دوران سندھی ادب، ایک تحریک کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس دور میں شاعری، افسانے، ناول، مضمون، مزاحمت سے بھرپور تھے۔ یہ دور ترقی پسند ادب کے عروج کا دور تھا۔

اس دور میں تحقیق کا کام بھی اچھا خاصا آگے بڑھا تھا۔ اس سلسلے میں سینیئر تحقیق نگاروں کے ساتھ ساتھ نوجوان تحقیق نگاروں نے بھی اچھا کام کیا۔ لیکن پیر حسام الدین راشدی جیسے عظیم مؤرخ کے جدا ہونے سے تحقیق کی دنیا میں نمایاں کمی محسوس ہوتی رہے گی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

آزادی کے بعد آہستہ آہستہ سندھی ادب ترقی پسندی کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا اور نتیجے میں سندھی ادب انسان دوستی اور روشن خیالی کا مظہر بن کر سامنے آنے لگا اور اسی عرصے میں دونوں بھائی (راشدی برادران) انسان کو اچھی طرح سے تجربات اور مشاہدات کرنے کے مواقع ملے۔ جس کی وجہ سے ان کا علمی اور قلمی کام رجعت پسند ادب سے نکل کر ترقی پسند ادب کی صف میں شامل ہونے لگا۔ سائیں جی ایم سید لکھتے ہیں کہ:

> پیر علی محمد راشدی صاحب کو سندھی زبان کے عمد ادیبوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے تاریخ، سیکسالوجی، شکار اور انفارمیشن (معلوماتِ عامہ) کی کتابوں کا گہرا مطالعہ تھا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے چھوٹی چھوٹی کتابوں کے علاوہ باقی شائع نہیں ہو سکیں، لیکن ان کی تازہ کتاب "اھی ڈینھن اھی شینھن" نام کی بہت اچھی کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں راشدی صاحب نے اپنی یادگیریاں (یادداشتیں) تجربات اور اپنے دوستوں، ساتھیوں اور ہم عصر شخصیتوں کے حال احوال بڑے اعلیٰ اور ادبی انداز میں پیش کئے ہیں۔ (۱۰)

> سندھ کی تاریخ کو منظر عام پہ لانے کے لئے پیر حسام الدین راشدی کا بھی اہم کردار تھا۔ انہوں نے آخری دم تک سندھی ادبی بورڈ سے اپنا رشتہ استوار رکھا۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب "مکلی نامہ" میں بہت قیمتی حاشیے اور تعلیقات لکھ کر ان کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سندھ اور سندھ باسیوں کی داستان اچھی طرح سے لکھ کر سندھ کی تاریخ کو ایک نیا موڑ دیا۔ (۱۱)

اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ تقسیم ہند سے دو تین عشرے پہلے اور تقسیم ہند کے بعد سندھی ادب میں اس کی ہر ایک صنف میں بہت اچھی طرح لکھا گیا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد سندھی ادب میں تحقیق اور تاریخ کا جو کام ہوا اس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ راشدی برادران نے بھی اسی شعبے میں نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔

آزادی کے بعد سندھی ادب میں تنقید اور تحقیق ایک ادبی حیثیت اختیار کر گئی۔ انگریزوں کے دور میں تنقید اور تحقیق پر بہت کم توجہ دی گئی تھی۔ لیکن آزادی کے بعد سندھ کے ادبی، تاریخی اور تہذیبی ورثہ کو اکٹھا کرنے کے لئے بہت کام ہوا۔ اس سلسلے میں کئی نشر و اشاعت کے اداروں نے اور رسائل، جرائد اور اخبارات نے تنقید،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

تاریخ، تحقیق اور لسانیات جیسے موضوعات کو ترقی دی۔ خاص طور پر سندھی میگزین، نئیں زندگی، ادیب سندھ، مہران، پیغام، سہنی، کونج، سوجھرو، کینجھر، پروڑ، پارس پرکھ اور روح رہان جیسے جرائد کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔

آزادی کے بعد جن نامور علماء اور ادیبوں نے سندھ کی تاریخ اور تحقیق پر کام کیا ہے ان میں ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ انھوں نے سندھی ادب، لوک ادب، تاریخ، ثقافت اور آثارِ قدیمہ کے متعلق چیزوں کو اجاگر کیا اور ان کے دور میں جن علماء نے یہ کام کیا، ان میں مولائی شیدائی (۱۹۹۴ – ۱۹۷۸ء)، قاضی علی اکبر درازی (۱۹۸۵ – ۱۹۸۱ء)، لطف اللہ "جوگی" بدوی (۱۹۶۸ – ۱۹۰۴ء) پیر علی محمد راشدی (۱۹۸۷ – ۱۹۰۵ء)، عبدالواحد سندھی (۱۹۸۶ – ۱۹۱۰ء)، پروفیسر علی نواز جتوئی، ڈاکٹر محمد ابراہیم خلیل، پروفیسر منگھا رام ملکانی، شیخ عبدالرزاق راز، کلیان آڈوانی، جی ایم سید، علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، رشید احمد لاشاری، پیر حسام الدین (۱۹۸۲ -۱۹۱۱ء) احسان احمد بدوی، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، تاج صحرائی، ڈاکٹر غلام علی الانہ، محمد سومار شیخ، محمد ابراہیم جویو، رسول بخش پلیجو، ڈاکٹر تنویر عباسی، ڈاکٹر اللہ داد بوہیو، پروفیسر محبوب علی چنہ، آفاق صدیقی، ڈاکٹر عبدالمجید سندھی، شمشیر الحیدری) قربان علی بگٹی، غلام محمد لاکھو ڈاکٹر نواز علی شوق، ذوالفقار راشدی، ڈاکٹر شمس الدین عرسانی، ڈاکٹر در محمد پٹھان، ڈاکٹر بشیر احمد شاد، ڈاکٹر شاہنواز سوڈھر، دادا سندھی، ڈاکٹر غلام نبی سدھایو اور بہت سے دوسرے علماء شامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اعجاز الحق قدوسی، تاریخِ سندھ، سندھیکا اکیڈمی کراچی ۲۰۱۴ء، صفحہ ۶۰۷۔

۲۔ اعجاز الحق قدوسی، تاریخِ سندھ، سندھیکا اکیڈمی کراچی ۲۰۱۴ء، صفحہ ۶۱۸، ۶۱۷۔

۳۔ مختیار احمد ملاح، سندھی ادب کی تاریخ کا جدید مطالعہ، کاٹھیاوار بک اسٹور اردو بازار کراچی ۲۰۱۴ء، صفحہ ۲۲۸۔

۴۔ سکھر صدیوں سے صفحہ ۹۸۔

۵۔ ڈاکٹر ایاز قادری سندھی، غزل جی اوسر، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی جون ۱۹۸۲، صفحہ ۳۵۵۔

۶۔ ڈاکٹر ایاز قادری، سندھی غزل جی اوسر، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، جون ۱۹۸۲، صفحہ ۳۵۵۔

۷۔ پیر حسام الدین راشدی 'ھوڈو تھی ھوڈینھن' سندھی ساحت گھر حیدر آباد سندھ، جی ایم سید اکیڈمی سن ضلع جام شورو سندھ ۲۰۱۰ء صفحہ ۱۱۷۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۸۔ روزنامہ جاگو اخبار، فقیر محمد لاشاری، ۱۳ نومبر ۱۹۸۹ء (ایڈیٹوریل پیج)۔

۹۔ مختیار احمد صلاح، سندھی ادب کی تاریخ کا جدید مطالعہ، کاٹھیاواڑ بک اسٹور اردو بازار کراچی ۲۰۱۴ء، صفحہ ۳۵۸۔

۱۰۔ جی ایم سید، جنب گذاریم جن سین، (جلد دوم) سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد، صفحہ ۲۰۸۔

۱۱۔ سید صباح الدین عبدالرحمان، پیر حسام الدین راشدی سوانح اور علمی کارنامے سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ ۲۰۱۱ء، صفحہ ۰۸۔